عقیدۂ ظہورِ مہدی

احادیث کی روشنی میں

تالیف

حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہید

مکتبہ شامزی

سن اشاعت
۱۴۲۸
2007

مکتبہ شامزی
نزد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
0300-9235105

حرفے چند
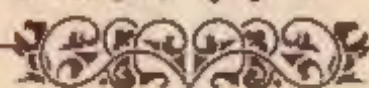
پیش نظر کتاب والد صاحب حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ نے اب سے کو چھبیس سال قبل ۱۴۰۲ھ میں تحریر فرمائی تھی، کتاب لکھنے کا باعث کیا تھا؟ حضرت والد صاحبؒ نے ا بارے میں تفصیل سے کتاب کی ابتدا میں تحریر فرمادیا ہے، اس کتاب کو عوام اور علماء دونوں م مقبولیت حاصل ہوئی، موضوع اور مواد کے لحاظ سے یہ اردو کی اولین کتابوں میں سے ہے، چنانچہ ا کتاب کے متعلق جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

> "غالباً ان کی سب سے پہلی کتاب مہدی منتظر کے بارے میں تھی جس میں انہوں نے ان تمام احادیث کی تحقیق کی تھی جن میں امام مہدی کی تشریف آوری کی خبر دی گئی ہے، اس موضوع پر اب تک جتنی کتابیں یا مقالے میری نظر سے گذرے ہیں، ان کی یہ تالیف ان سب کے مقابلے میں کہیں زیادہ محققانہ اور مفصل تھی اور میں نے اس سے بڑا استفادہ کیا"۔

اس کتاب کے بیسیوں ایڈیشن آپ کی زندگی میں شائع ہوئے۔ آپؒ کی شہادت کے بعد، کتاب از سر نو کمپیوٹر کتابت کرا کے شائع کی جارہی ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ مفتی صاحبؒ کی تمام علمی او قلمی کاوشوں کو بتدریج منظر عام پر لاتے رہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالی ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائیں اور دین کو غلبہ اور سربلندی عطا فرمائیں، آمین بحرمۃ سید المرسلین۔

تقی الدین شامزی
جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ازل سے ابد تک کا علم ہے وہ یہ خوب جانتا تھا کہ کم وقت میں دین روایت اور اسانید کے ذریعے پھیلے گا اور اس تقریر پر راویوں کے اختلافات سے روایتوں کا اختلاف بھی لازم ہوگا، پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا تو یقیناً ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا اور ہو سکتا تھا کہ امت اس اجمالی خبر سے جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی، تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔ چنانچہ امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلے میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنی کی سعی کرائی گئی ہے اور نہ صحت کے ساتھ منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دی گئی اور نہ اس وجہ سے اصل پیشین گوئی میں تردید پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جملہ پیشین گوئیوں میں نگاہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف لحاظ سے روایت ہوئی ہیں اور ہر مجلس میں آپ نے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے براہ راست سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو۔ بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے امام مہدی کی پیشین گوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو اس کو اس کے دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہو جو دوسرے صحابی نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رعایت نہ کرے جو دوسرے صحابی کے بیان میں موجود ہیں۔ یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہیں، اس لئے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی لفظی بے ارتباطی دیکھتی ہے تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکال لے اس سے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ توجیہات راویوں کے بیانات پر پوری پوری راس نہیں آتی، اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم کرنے کی بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے۔ اگر کاش وہ اس پر بھی نظر کر لیتے کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت کی جانب سے نہیں بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں، یہ صرف ان دماغوں کی کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب منتشر ٹکڑے جمع ہو کر گئے ہیں، جن کو مختلف صحابہ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے، اور اس لئے ہر ایک نے اپنے الفاظ میں دوسرے کی تعبیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا ہے تو پھر نہ ان راویوں کے الفاظ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار صرف اتنی سی بات پر ان کو آسان نظر آتا۔

علم اصولِ حدیث کی بعض اصطلاحیں

اصول حدیث کی تعریف

علم اصول حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے حدیث کے احوال معلوم کئے جائیں۔

اصول حدیث کی غایت

علم اصول حدیث کی غایت یہ ہے کہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے۔

اصول حدیث کا موضوع

علم اصول حدیث کا موضوع حدیث ہے۔

حدیث کی تعریف

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام ﷺ وتابعین کے قول وفعل وتقریر[1] کو حدیث کہتے ہیں، اور کبھی اس کو خبر واثر بھی کہتے ہیں۔

---

[1] تقریر رسول ﷺ یہ ہے کہ کسی مسلمان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی آپ نے جاننے کے باوجود اسے منع نہ فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرما کر اسے برقرار رکھا اور اس طرح اس کی تصویب وحیثیت فرمائی۔ (کذا فی مقدمہ فتح الملہم ص ۱۰۷)

حدیث کی تقسیم

حدیث دو قسم پر ہے۔(۱) خبرِ متواتر۔(۲) خبرِ واحد۔

(۱) خبرِ متواتر

وہ حدیث ہے، جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقلِ سلیم محال سمجھے۔

(۲) خبرِ واحد

وہ حدیث ہے، جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں، پھر خبرِ واحد مختلف اعتباروں سے کئی قسم پر ہے۔

خبرِ واحد کی پہلی تقسیم

خبرِ واحد اپنے منتہی کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ مرفوع، موقوف، مقطوع۔

مرفوع وہ حدیث ہے، جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو اور موقوف وہ حدیث ہے، جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔ اور مقطوع وہ حدیث ہے، جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

خبرِ واحد کی دوسری تقسیم

خبر واحد عددِ رُواۃ کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے (۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب

مشہور: وہ حدیث ہے، جس کے راوی ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے، جس کے راوی ہر زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے، جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔

خبرِ واحد کی تیسری تقسیم

خبرِ واحد اپنے راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے:(۱) صحیح لذاتہ (۲) حسن لذاتہ (۳) ضعیف (۴) صحیح لغیرہ (۵) حسن لغیرہ (۶) موضوع (۷) متروک (۸) شاذ (۹) محفوظ (۱۰) منکر (۱۱) معروف (۱۲) معلل (۱۳) مضطرب (۱۴) مقلوب (۱۵) مُصحّف (۱۶) مُدرَج۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے، جس کے کل راوی عادل کامل الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ معلل وشاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے، جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی سب شرائط صحیح لذاتہ کے اس میں موجود ہوں۔

ضعیف: وہ حدیث جس کے راوی میں حدیثِ صحیح وحسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔

صحیح لغیرہ: اس حدیثِ حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے، جس کی سندیں متعدد ہوں۔

حسن لغیرہ: اس حدیثِ ضعیف کو کہا جاتا ہے، جس کی سندیں متعدد ہوں۔

موضوع: وہ حدیث ہے، جس کے راوی پر حدیثِ نبوی میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو۔